قوموں سے اتفاق سخت مشکل ہے اور ممکن ہی نہیں کہ یہ قائم رہے۔ آج اس کے تجربے نے دکھلا دیا ہے۔ لیکھرام کے قتل پر مسلمانوں نے دکانیں کھولیں۔ لیکن آخر وہی ہندو دوکاندار وہی اہل اسلام خریدار۔ امید کی جاتی تھی کہ آریہ کھنڈن کی بُرائی قوم کا تنفر یا تعصب تعلیم سے کم ہو جاتا۔ مگر نہیں ع سخن ناز یہ اک اور تازیانہ ہوا۔ پہلے تنفر میں اک اور جوش پیدا ہوا۔ ہندو ہندو رہے۔ آریہ بنے۔ آریہ صاحبان کے بعض خطرناک جلسے اس وقت آنکھ کے سامنے ہیں کہ وہ **عالمگیر** اور **محمود** کے ان غیر صحیح اور بے معنے محض واقعات کا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے۔ باوصفیکہ وہ تاریخ کے قایل ہیں اور آج تک ثابت نہیں کر سکے کہ یہ مسلمان وہی ہیں جو **عالمگیر** اور **محمود** کے ساتھ تھے۔ یا اس وقت کے مسلمانوں نے بفرض محال ابتدائی بُرائی کی تھی؟ کیا اگر تاریخ سچ ہے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کی برائی اگر ہو گو ہمارے خیال میں قطعاً نہیں کسی اہل ہند کے پرم دھرم کے کرموں کا پھل ہی ہو۔ یہ اختلاف اور نفاق جو دونوں قوموں میں مسلمانوں کی طرف سے واقعی نہیں۔ دلی بلی چوہوں سے کان کٹواتی ہے۔ اگر اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے بازی لیجانے کے لئے کوشش کرے اور دونوں ترقی پا جاویں علم و فضل میں معراج حاصل کریں اور ان میں انصاف قایم ہو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آریوں سے نفاق اور اختلاف نہیں اگر ہے تو لاریب حلوائی اور پنساری سے لیکر صراف اور بزاز تک مسلمان نظر آتے مگر کیا کوئی ہے؟

خلوت - جلوت | دعوت اور اصلاح

پلیٹ فارم - میاؤں - شادی کے جلسوں ماتم کدوں - میں اسپیچیں ہوں - تو قوم کی حالت درست ہو سکے - ہاں ان اسپیچوں میں اپنی طاقت لسانی اور خوش بیانی کی داد سننا مطلوب نہ ہو بلکہ بلا خوف لومۃ لائم جو کچھ کہا جاوے کہا جاوے اور ملنے خواہ نعیم ثناء و نام کا خیال رہے پھر ہی سچی خیر خواہی اور للہی جوش ہو تو سمجھ ہے کہ مگر نری دعوت نرا جوش - خشک نصیحت کارگر نہ ہو گی۔ سب سے بڑی موثر نصیحت گھر کر جانے والا وعظ اپنا نیک نمونہ ہے - پس ملک اور قوم کے سامنے اپنے پاک نمونے رکھدو کہ بہترین واعظ یہی ہیں۔

قومی ہستی کا جاننے والو! تمہارے لمبے چوڑے لیکچر کیا قوم کے لئے کچھ مفید ہو سکتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں کہ پُرانے واقعات کو یاد کر کے رونا کچھ مفید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پدرم سلطان بود کیا فایدہ پہنچا سکتا ہے جب کہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہیں۔ استخوان فروشی چھوڑ دو۔ گڑے مردے نہ اکھاڑو سلف ریکٹ کا مفہوم سمجھو! خود کچھ ہو۔ اگر آپ کچھ بھی نہیں تو آبا و اجداد کی شرافت ہم کو معزز نہ بنا سکے گی۔ بہتر ہو کہ تمہارے قومی جلسوں اور مجمعوں میں پُرانی سٹوریاں نہ سنائی جاویں اور قوم کو اور بھی مغرور اور سُست بننے کی تحریک نہ دیجاوے اس سے بیشک تغافل بڑھتا ہے۔ اگر نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ اتنی ہائے پکار اور عرب کے فتوحات سننے اور مرثیہ خوانیوں سے کیا ہوا؟ کیا قوم میں جو نقص پڑے ہوئے ہیں دور ہوگئے؟ جواب یہی ہے - ایک بھی نہیں ہے۔ پس علاج ہے قرآن کریم کو پھیلاؤ اسکی اشاعت کرو کہ رذیلوں کو شریف - جاہلوں کو عالم محکوموں کو حاکم - بے دینوں کو اگر کوئی خدا پرست بنا سکتا ہے تو قرآن کریم قرآن کی اشاعت کرو اسکے مضامین کو دنیا میں نہیں تو اپنی قوم میں پھیلاؤ پھر خاطر خواہ اور پسندیدہ نتیجہ کا ذمہ دار خدا ہے۔

اخبار | قوم کی ترقی - ملکی بھلائی - عوام کی رہنمائی - خواص کی دلچسپی - حکام کی ہدایت - رعایت رعیت اور انکی اطاعت کا ذریعہ ہے - مگر جہاں پولیٹیکل سوشل تعلیم نہ ہو وہاں یہ کاغذ بالکل بے کار ہے - خدایا! ہمیشہ ان اخبار شمول بلند حوصلہ خدا ترس - شریف عالی خیال ہوں۔ اللھم اجعلنا منھم صرف بہانہ طمع - یا وہ گو نہ ہوں - ربنا لا تجعلنا منھم - قوم کی حالت کو سدھارنے کے لئے اخبار بہترین ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ اس مطلب کے لئے وضع کیا جاوے اور قوم اسپر توجہ کرے۔

[illegible]

ذیل میں ہم حضرت اقدس کی ایک تقریر کا کچھ حصہ بطور نمونہ درج کرتے ہیں - یہ تقریر بصورت رسالہ جداگانہ چھپ رہی ہے ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اس تقریر کی کثیر التعداد کاپیاں شایع ہوں اور ہمارے ہر دوست کے ہاتھ میں بطور خضر طریقت اور سارٹیفکیٹ ہو پھر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست اسکی اشاعت میں بہت کوشش کرینگے - اگر سو آدمی ہی بیس بیس کاپیاں خرید کریں تو صرف [illegible] کو ملیں گے اور دو ہزار کاپی شایع ہو سکتی ہے - یہ تقریر اخبار میں شایع نہ ہو گی محض نمونہ درج کی گئی ہے جداگانہ چھپ رہی ہے -

ایڈیٹر

؎ تقریر مذکور مع ایک خط کے جو وحدت وجود کی حقیقت پر ہے چھپ گئی ہے قیمت ۱؍

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تقریر حضرت اقدس

موٴرخہ ۱۵ جنوری ۱۸۹۹ء

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقہ خیرات اس کو ٹلا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقہ خیرات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے وہ اس دعا اور صدقہ خیرات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرائے میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم سے ملتا ہے یہ الفاظ گو نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ یعنی تم دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا درد مندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اس کی تہہ تک پہنچنے اور اس کی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے۔ اس لئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے قضا و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ، خشوع خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعہ سے پا لیتے ہیں۔ اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربی ربی کہہ کر اس کو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ تو وہ رویائے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ سے ایک بشارت اور تسلی پا لیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہنچے گی تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صلحاء اور اتقیاء اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر کے گواہ ہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہ ایک قسم کی دعا ہے۔ مگر لوگ اسکو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اس کے غنائے ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آج کل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اسکی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہیے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اب انسان جب کہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء سے انسان کے لئے پیدا کئے ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں؟ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات، حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کی اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑہ پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی رکھ دی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں مگر اس میں ان کے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے۔ یہ حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا نہ کر کے خیال

نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو صرف حظ ہی سے کام رہ
غرض ہے۔ خدا تعالیٰ کی علت غائی بندوں کا پیدا
کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور
مرد میں قائم کیا۔ اور ضمناً اسمیں ایک حظ رکھدیا
جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہو گیا ہے
اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ
اور ٹیکس نہیں۔ اسمیں بھی ایک لذت اور سرور ہے
اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام
حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے۔ جیسے عورت
اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور
اس سے وہی بہرہ مند ہو سکتا ہے جو مرد اپنے قویٰ
صحیح رکھتا ہے۔ ایک نامرد اور مخنث وہ حظ نہیں
پا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش
ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے۔ اسی طرح پر
ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت
الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے
میں کہتا ہوں حقیقی۔ ابدی اور لذت مجسم
جو جوڑ ہے وہ انسان اور خدا تعالیٰ کا ہے
مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری
جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی
کھانے کا مزا نہ آئے طبیب کے پاس جاتا اور
کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا۔ روپیہ خرچ کرتا
دکھ اٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامراد جو
اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کر سکتا۔ بعض
اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ
جاتا ہے اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں مگر آہ! وہ
مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جسکو
عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اسکی جان
کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی۔ دنیا اور اسکی
خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔ مگر ابدی اور
حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا
کس قدر بے نصیب ہے۔ کیسا ہی محروم ہے!
عارضی اور فانی لذتوں کے علاج کو تو کوشش کرتا
ہے اور پا لیتا ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ مستقل

اور ابدی لذت کے علاج بے پرواہ ہوں؟ میں تو خود
ہیں۔ مگر تو شرح میں مستقل اور پیہم قدم درکار
ہیں۔ قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ
نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے
اس میں بھی ستر اور بھید ہے۔ ایمان لانے والوں کو
مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنی
خدا تعالیٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا
ہے۔ بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں
دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنی جس
طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح
عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے۔ اگر عورت
اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر
فریفتہ ہوں تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا
ہے۔ ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات
حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگہ خراب ہو کر صدہا
قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں۔ آتشک سے مجذوم
ہو کر دنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں اور اگر اولاد
ہو بھی جاوے تو کئی پشت تک یہ سلسلہ برابر چلا
جاتا ہے اور ادھر عورت بے حیائی کرتی پھرتی
ہے۔ اور عزت و آبرو کو ڈبو کر بھی سچی راحت
حاصل نہیں کر سکتے۔ غرض اس جوڑے سے الگ
ہو کر کس قدر بد نتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔
اسی طرح انسان روحانی جوڑے سے الگ ہو کر
مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے۔ دنیاوی جوڑے
سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے جیسا
کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم
کی بقا کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبودیت
اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا
کے لئے حظ موجود ہے صوفی کہتے ہیں کہ
جسکو یہ حظ نصیب ہو جاوے وہ دنیا اور مافیہا
کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری
عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہو جاوے تو اس میں
ہی فنا ہو جاوے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا
میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے
جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی

نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ
ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست
کے طور پر ہوتی ہے۔ مجھے اور بھی افسوس ہوتا
ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف
اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر
اور قابل عزت سمجھے جاویں اور پھر اس نماز سے
یہ بات انکو حاصل ہو جاتی ہے یعنی وہ نمازی
اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر انکو کیوں یہ کھا جانیوالا
غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی
کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو
کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ
ملے گی اور کیسی عزت ملے گی؟
غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل
اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور
سرور سے اطلاع نہیں جو خدا تعالیٰ نے نماز کے
اندر رکھا ہے۔ اور بڑی بھاری وجہ اسکی یہی ہے
پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور
غفلت ہوتی ہے سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری
مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے
حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے
کہ کیوں؟ انکو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ
کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب
میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
ہم ایسے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذن
اذان دیتا ہے پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے
گویا انکے دل دکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل
رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ انکی
دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر
کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس میں یہ
کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز
اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے
کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح
کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی
ایک بار مزا چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے دیکھو
اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور

کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت بہ اعتبار اسکے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھکر سردی میں وضو کرکے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اسکو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فایدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اسکو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اس سرور کا حاصل کرنا ہو۔ اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھکر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ

نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر وہ ٹکریں مارتے ہیں ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالے نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا۔ باوجودیکہ معنے وہی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اسمیں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہی جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کے ہیں۔ انسان کو خدا تعالے کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے۔ بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالے نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھدیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بار گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ۔ اسمیں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے

اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اسوقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اسکو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کرکے انسان ہوتا ہے یعنے کہاں نطفہ۔ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنے مختلف قسم کی اغذیہ۔ بعد اسکی ساخت اور بناوٹ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان بڈھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اسپر مختلف اوقات میں گذرے ہیں۔ اللہ تعالے کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈالدے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈالدے۔ اسکا فیضان اور پرتو اسپر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلےٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسانی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کیطرح بہتی ہے۔ اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اسوقت خدا تعالے کی محبت اسپر گرتی ہے اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کیطرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسکا نام صلوٰۃ ہے۔ پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر جاتی ہے۔ اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اسکی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کرکے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کا اطلاق اسپر ہوتا ہے

کیونکہ ایسے شیریں پھل نہیں لگتے قرآن دل کو
روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل
تذلل ۔ کامل بیکسی اور عبودیت اور پوری
اطاعت سے حاصل ہوتا ہے ۔ یہ گناہ کا خیال
اسے آ کیونکر سکتا ہے اور انکسار نہیں پیدا
ہی نہیں ہو سکتا ۔ تحقیر کی طرف اسکی نظر اٹھ ہی نہیں
سکتی ۔ غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور
حاصل ہوتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر
بیان کروں ۔

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نماز جو
اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل
ہوتی ہے ۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے
صریح اور سخت مخالف ہے ۔ کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا
اللہ ہی کے لئے ہے ۔ جب تک انسان پورے
طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال
نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے سچ سمجھو کہ حقیقی
طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن
کہلانے کا مستحق نہیں ۔ اسلام کی حقیقت ہی
یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں
یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ
پر گری ہوئی ہوں جس طرح ایک بڑا انجن بہت سی
کلوں کو چلاتا ہے پس اسی طور پر جب تک انسان
اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن
کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر
اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے
اور اپنے آپ کو انی وجہت وجہی للذی
فطر السموات والارض کہتے وقت واقعی
حنیف کہہ سکتا ہے جیسے منہ سے کہتا ہے ویسا
ہی ادھر کی توجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن
اور حنیف ہے ۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا
غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے
وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے
کہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی
اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے
ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہی ہے

کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو نماز
اور دعا کی حالتیں اس درخت کی طرح جس کی شاخ
ابتدا ایک طرف کر دی جاوے اور وہ اس طرف جھک کر
پرورش پالیں اور پھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ
کی طرف سے ایک سختی اور نفرت اسکے دل میں پیدا
ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتی ہے ۔ جیسے وہ شاخ
پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتی ۔ اسی طرح پر وہ دل
اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی
جاتی ہے پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو
کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ
کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے ۔ اسی لئے
نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ
اول وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع
الی اللہ کا خیال ہو ۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت
خود آ جاتا ہے جبکہ انقطاع کلی کی حالت میں
انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا
ہے میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں ۔ افسوس
ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کے
طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں
لوگوں کے پاس جا کر منت و خوشامد کرتے ہیں یہ
بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے
کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے پس وہ اس سے
ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے ۔ میں موٹے
الفاظ میں اسکو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اسطرح نہیں ہے
مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے کہ جیسے ایک
مرد غیور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی
کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے
ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح وہ مرد ایسی حالت میں
اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا ۔ بلکہ بسا
اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں ۔ ایسا ہی جوش
جوش اور غیرت الوہیت کا ہے عبودیت
اور دعا خاص اسی ذات کے مقابل ہیں وہ
پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا
جاوے یا پکارا جاوے ۔ پس خوب یاد رکھو اور
پھر یاد رکھو !! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا
ہے ۔ نماز اور توحید کچھ ہی ہو کیونکہ

توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اسوقت
بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اسمیں
نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف
دل نہ ہو !!!

سنو! وہ دعا جسکے لئے ادعونی استجب
لکم فرمایا ہے اسکے لئے یہی سچی روح مطلوب
ہے اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح
نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے ۔ پھر کوئی کہہ
سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں
ہے ؟ یہ ایک غلط فہمی ہے ۔ شریعت نے اسباب
کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب
نہیں ؟ یا اسباب دعا نہیں ؟ تلاش اسباب
بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود
عظیم الشان اسباب کا چشمہ !

انسان کی ظاہری بناوٹ اسکے دو ہاتھ دو
پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک
قدرتی رہنما ہے ۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں
موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات
ہے کہ وہ تعاونوا علی البر والتقوی کے
معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے

ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ تلاش اسباب بھی
بذریعہ دعا کرو !! امداد باہمی میں نہیں سمجھتا
کہ جب میں تمہیں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالیٰ
کا ایک قائم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ
دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو ۔ اللہ تعالیٰ
نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور وضاحت
سے دنیا پر کھولدینے کے لئے انبیاء
علیہم السلام کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم
کیا ۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور
قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد
کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دیتے
مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ من
انصاری الی اللہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں
کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں ؟
نہیں ۔ من انصاری الی اللہ کہنے میں بھی
ایک شان ہوتی ہے وہ دنیا کو رعایت اسبا

ناظرین اخبار کیلئے

باوجودیکہ ہم نے متعدد مفصل طور پر اپنی مشکلات کو اپنے بالغ خورد ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ اسپر بہی عملی طور پر بہت کم ہمدردی کا ثبوت ملا ہے۔ آئندہ کے لئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بدوں وصول قیمت ہم کب تک اور کیونکر اخبار ناظرین کو دے سکتے ہیں۔ پس یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ سنۃ وار مسلسل طور پر خریداران کے نام سالانہ قیمت کے لئے اور اس زر بقایا کے لئے جو سال گذشتہ کے چندہ میں سے باقی ہے بذریعہ وی پی بہیجا جاوے اور ایک ہفتہ پیشتر سے ان احباب کو اطلاع دیا جایا کریگا خواہ بذریعہ اخبار یا بذریعہ خطوط۔ مگر اس کی اطلاع بذریعہ اخبار ہی شایع ہوا کریگی کیونکہ تمام کے خطوط لکہنے کا بوجہ ہم برداشت نہیں کر سکتے چنانچہ ۱۹ اپریل کا پرچہ جن احباب کے نام وی پی ہوگا اور اطلاع دیا جاویگی ایسا ہی انتظام آئندہ کے لئے ہوگا۔

مکتوبات امام الزمان

مخدومی و مکرمی اخویم شاہ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ الٰہی بخش صاحب کے اغراض کے بارے میں بات کو طول دینا اس عاجز کے نزدیک مناسب نہیں جو کچھ ہو رہا ہے خداوند کریم کر رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے۔ بہتر کر رہا ہے۔ کیوں دوسروں کو درمیان میں دیکھا جائے اسکے الطاف و احسانات کیونکر شمار میں آسکتے ہیں کہ اس احقر عباد پر باوجود صدہا طرح کی آلودگیوں کے جو اس عاجز میں دیکہتا ہے اور باوصف ہزاروں نقصانوں کے کہ جو اس عاجز میں دیکہتا ہے۔ وہ ہر دم اپنی عنایات زیادہ کرتا جاتا ہے۔ پہر جو لوگ حقیقت میں [illegible] اور طول مدت سے اس کام میں پڑے ہوئے ہیں اور ذریت صلحا اور بیعت یافتہ صالحین ہیں اور صحبت دیدہ اور محنت کشیدہ ہیں اگر وہ بمقتضاے اپنی بشریت کے کسی نوع کے رنگ کا مظہر بن جائیں تو معذور ہیں۔ آپ اس خاندان سے ہیں۔ منشاے الٰہی ہی ایسے لئے یہی چاہئے کہ دعا کے ساتھ یاد کریں نواب صاحب کے بارے میں جو آپنے دریافت فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دعا کرتا رہا ہے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدل ہو گئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تہی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی پہر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں۔ کسی ہی شکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بہیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار دن پہلے انکی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تہا۔ مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تہا اسلئے انکے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکہا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دیگئی تہی تو اسدن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں سو بعد نماز عصر جو وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پہر یہی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بہی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اسوقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کیگئی بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا ننجی ہما من الغم یعنے ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے چونکہ یہ عاجز اسیدن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تہا اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دیگئی تہی اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دیگئی اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تہے اور اتفاقاً دو ہندو ملاوا مل اور شرمپت نامی بہی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں عین اسی موقعہ پر موجود تہے ان کو بہی اسیوقت اطلاع دیگئی اور جہاں اسکے ہوئے تہے ان کو بہی خبر دیگئی

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر و پبلشر